ABC Certified
Weekly MASAEL Quetta
مسائل آپ کے اجاگر ہم کرینگے
ہفت روزہ مسائل کوئٹہ
ایڈیٹر: اسرار محمد کھیتران
masaelqta@gmail.com
03136823946
جلد نمبر: 22 | 8 ستمبر تا 14 ستمبر 2019ء | قیمت 8 روپے | شمارہ نمبر: 34

بلوچستان شجرکاری مہم
درخت کاری ہدف

بشیر احمد بریچ

انسان ابتدائی معاشرے میں جنگلات سے اپنی ضروریات خوراک، پھل، ایندھن اور تعمیراتی ضروریات پورا کرتے آرہے ہیں۔ آج بھی انسان کی متعدد ضروریات انہی جنگلات سے پوری ہورہی ہیں۔ مگر جب انسان نے جنگلات کو زیادہ سے زیادہ ایدھن کے طور پر استعمال کے لئے کاٹا اسی غلطی کی وجہ سے آج دنیا بھر کو ماحولیاتی آلودگی کی صورت میں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے۔ ماحولیاتی آلودگی موجودہ دور میں انسانوں کو درپیش بڑے خطرات میں سے ایک ہے مشرقی ایشیا کے خطے میں جنگلات کی تباہی سنگین ترین ماحولیاتی مسئلہ ہے۔ 1982 میں اس خطے کا 60 فیصد حصہ جنگلات سے ڈھکا ہوا تھا اس میں اندازاً 0.2 فیصد سالانہ کمی واقعے ہونا شروع ہوئی اور 2015 تک ایک چوتھائی جنگلات ختم ہوچکے ہیں۔ اس وقت ہماری زمین کے 30 فیصد حصے پر جنگلات موجود ہیں۔ ہر سال دنیا میں موجود 1.8 کروڑ ہیکٹر رقبے پر محیط جنگلات کاٹے جارہے ہیں اگر یہی روش جاری رہی تو اگلے سو سال میں جنگلات ختم ہوسکتے ہیں۔ جنگلات جہاں ایشیا کے بہت سے ملکوں کی ترقی میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں وہاں ان کے صفحۂ ہستی سے غائب ہونے کی رفتار ہوشربا حد تک تجاوز کر گئی ہے۔ ان جنگلات سے دنیا بھر میں لکڑی کی برآمد اندازاً 70 فیصد ہے۔ جنگلات کی اسطرح تباہی ماحولیاتی لحاظ سے اس خطے کا انتہائی سنگین مسئلہ قرار دیا گیا ہے۔

پاکستان کا شمار ایسے ممالک میں ہوتا ہے جہاں ماحولیاتی آلودگی انتہائی خطرناک صورتحال اختیار کرچکی ہے اسکا اہم سبب درختوں کی بے دریغ کٹائی ہے۔ پاکستان فارسٹ انسٹیٹیوٹ کے مطابق ملک میں 90 کی دہائی میں 35 لاکھ 90 ہزار ایکڑ رقبہ پر جنگلات تھے جو 2000 تک کم ہو کر 33 لاکھ 20 ہزار جبکہ 2015 تک انکی تعداد خطرناک حد تک کم ہو چکی ہے۔ ماہرین ارضیات کے مطابق کسی بھی ملک میں 40 فیصد رقبے پر جنگلات کا ہونا ضروری ہے لیکن بد قسمتی سے پاکستان میں جنگلات کا کل رقبہ 4.22 ملین ہیکٹر ہے جو کہ کل رقبہ کا تقریباً 4.8 فیصد ہے اور آئندہ چند سالوں میں مزید 2 فیصد سے بھی کم ہونے کا امکان ہے۔

بلوچستان اپنے وسیع وعریض رقبے، دلکش ومنفرد نظاروں اور بہترین محل وقوع کی وجہ سے خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس خطے میں پہاڑ، صحرا اور سرسبز میدانی علاقے ہیں جبکہ لگ بھگ 800 کلومیٹر طویل ساحلی پٹی بھی شامل ہے، محکمہ جنگلات کے مطابق بلوچستان میں جنگلات مجموعی طور پر 1 لاکھ 50 ہزار ایکڑ پر محیط ہیں لہذا جنگلات بلوچستان کے کل رقبے کا 7.7 فیصد پر پھیلے ہوئے ہیں قدرتی نظاروں کے حامل اس خطے میں مختلف اقسام کے جنگلات موجود ہیں۔ صوبے کے اضلاع ژوب اور شیرانی میں لاکھوں ایکڑ اراضی پر پائے جانے والے زیتون کے قدرتی اور قیمتی جنگلات، زیارت، پشین سمیت 6 اضلاع پر محیط صنوبر کے جنگلات، ہرنائی، قلعہ سیف اللہ اور خضدار سمیت مختلف اضلاع میں چلغوزے، شیشے، زیتون کے جنگلات، مکران اور قلات کی ساحلی پٹی پر پھیلے مینگروو کے جنگلات اور دیگر علاقوں میں صنوبر کے جنگلات پائے جاتے ہیں جو کہ ہزاروں سالہ قدیم ہیں اسی بنا پر انہیں زندہ قدیم باقیات بھی کہا جاتا ہے۔ ان جنگلات کا ذخیرہ دنیا کا دوسرا بڑا ذخیرہ ہے لیکن لوگوں کو اس کی قدر نہیں اور ان قدرتی جنگلات کی کٹائی اور ان کے بیدریغ استعمال کی وجہ سے ان جنگلات میں آئے دن کمی واقعہ ہورہی ہے لاکھوں ایکڑ پر مشتمل زیتون اور دیگر جنگلات کا صفایا کیا جارہا ہے یہ صورتحال صرف انہیں اضلاع میں نہیں بلکہ زیارت، لسبیلہ، قلات، خضدار، پنجگور، دالبندین سمیت دیگر اضلاع میں ایدھن اور کاروبار کے لئے جنگلات کی بے دریغ کٹائی کا عمل جاری ہے۔ مقامی آبادی کو گیس جیسی سہولیات نہ ملنے اور سخت سردی پڑنے کی وجہ سے جنگلات ایندھن کے طور پر استعمال کرنا اور دوسری جانب ٹمبر مافیا بھی سالانہ ان جنگلات کو کاٹ کران سے اربوں روپے کما رہی ہے۔ لہذا انکے روک تھام کے لئے موثر قانون سازی اور اقدامات اٹھانے ضروری ہیں۔

موجودہ وفاقی اور صوبائی حکومتیں جنگلات کے تحفظ اور ماحول کی بہتری کے لئے مشترکہ کوششیں کررہی ہیں۔ اس سلسلے میں پلانٹ فار پاکستان کے نام سے ایک ملک گیر مہم شروع کی گئی ہے جس کے تحت ہر سال دو مرتبہ موسم بہار اور مون سون میں خصوصی طور پر شجرکاری کے لئے درخت لگائے جاتے ہیں۔ اس سال وزیراعظم پاکستان جناب عمران خان نے درخت لگا کر قومی مہم کا باقاعدہ افتتاح کیا اور اس سلسلے میں آئندہ پانچ سالوں میں پورے ملک میں 10 ارب پودے لگائے جائیں گے۔ بلوچستان میں پلانٹ فار پاکستان ڈے کے حوالے سے شجرکاری مہم کا باقاعدہ افتتاح وزیراعلیٰ بلوچستان جام کمال خان نے درخت لگا کر کیا اس مہم میں بلوچستان بھر میں 10 لاکھ درخت اور پودے لگانے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے جن میں سے ایک لاکھ پودے لگائے جاچکے ہیں جبکہ آئندہ سیزن میں مزید نو لاکھ پودے اور درخت لگائے جائیں گے۔

اس مہم کے آغاز پر محکمہ جنگلات اور دیگر اداروں کے تعاون سے نوے ہزار پودے صوبے بھر میں لگائے گئے ہیں۔ بلوچستان میں وزیراعظم پاکستان کے وژن کے تحت ایک میگا پروجیکٹ شروع کیا گیا ہے اس پراجیکٹ کے تحت صوبے میں آئندہ پانچ سالوں میں 25 ملین پودے لگائے جائیں گے یہ پراجیکٹ پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت کام کریگا جس کے لئے نصف فنڈنگ صوبائی جبکہ نصف وفاق فراہم کریگی۔

پلانٹ فار بلوچستان مہم کے تحت کوئٹہ ڈویژن کے تین اضلاع میں بڑے پیمانے پر شجرکاری کا آغاز کردیا گیا ہے اس مہم کے تحت افغانستان اور ایران کی سرحد تک شجرکاری کی جارہی ہے۔ اس مقصد کے لئے 12 لاکھ پودے لگانے کا ہدف مقرر کیا گیا جس میں تمام سرکاری حکام، انتظامیہ، سول سوسائٹی اور تعلیمی اداروں کو شامل کرکے پودے لگائے گئے ہیں۔ صوبے میں محکمہ جنگلات کی جانب سے دو مرتبہ شجرکاری کی خصوصی مہم چلائی جاتی ہے۔ موسم بہار مارچ اور مون سون کے موسم میں صوبے میں درخت اور پودے لگائے جارہے ہیں۔ اس موسم بہار میں 40 ہزار پودے لگائے گئے ہیں۔ صوبے میں ایسے درخت اور پودے لگائے جائیں جو کہ یہاں کے موسم ومزاج سے مطابقت رکھتے ہیں اور لگائے گئے درخت اور پودوں کی نگہداشت کیلئے بھی موثر انتظامات کئے جائیں تو یہ درخت اور پودے ہمیں مستقبل میں ماحولیاتی آلودگی سے بچانے کے علاوہ بارش میں اضافہ اور گرمی کو روکنے میں مدد دیں گے۔

جنگلات فضاء میں کاربن ڈائی اکسائیڈ کی مقدار کو بڑھنے سے روکتے ہیں اور آکسیجن کی زیادہ مقدار فراہم کرتے ہیں۔ لہذا جنگلات ہی بارشوں میں اضافہ، زمینی کٹاؤ کی روک تھام، اور پانی کے ذخیرہ کو محفوظ رکھتے ہیں اس کے علاوہ سیلاب اور تیز بارشوں کی تباہی میں انسان کے لئے بےحد مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

جنگلات کے کٹاؤ سے ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ ہونے اور درجہ حرارت میں سالانہ 0.2 فیصد اضافہ کی وجہ سے انسان کے ساتھ ساتھ حیوانات اور پرندوں کے لئے بھی شدید خطرے کا باعث ہے۔ جنگلات کے خاتمے سے جنگلی حیات بھی شدید متاثر ہورہی ہے۔ قیمتی اور نایاب جانوروں کی تعداد میں کمی اور بعض کی نسلیں بالکل ناپید ہونے کے قریب ہیں۔ چیتا، ریچھ، فافہ ہرن، مارخور مرغ زرین، تیتر، چکور اور بے شمار اقسام کے پرندوں کی تعداد میں خاصی کمی واقع ہوئی ہے۔ ماہرین کے مطابق کسی بھی ملک میں کم از کم 40 فیصد رقبے پر جنگلات کا ہونا ضروری ہے کیونکہ جنگلات کے کاٹنے سے ماحول پر برے اثرات ہوتے ہیں وہی لوگوں کی ذاتی زندگی بھی متاثر ہوتی ہے جس سے معاشرے پر مجموعی طور پر برے اثرات پڑتے ہیں جنگلات ہماری زندگی ہے اور اسے بچانے کے لئے ہمیں اپنے رویوں میں تبدیلی لانا ہوگی ورنہ آنے والے دنوں میں انکے بھیانک نتائج سے ہم خود کو بچا نہیں پائیں گے۔

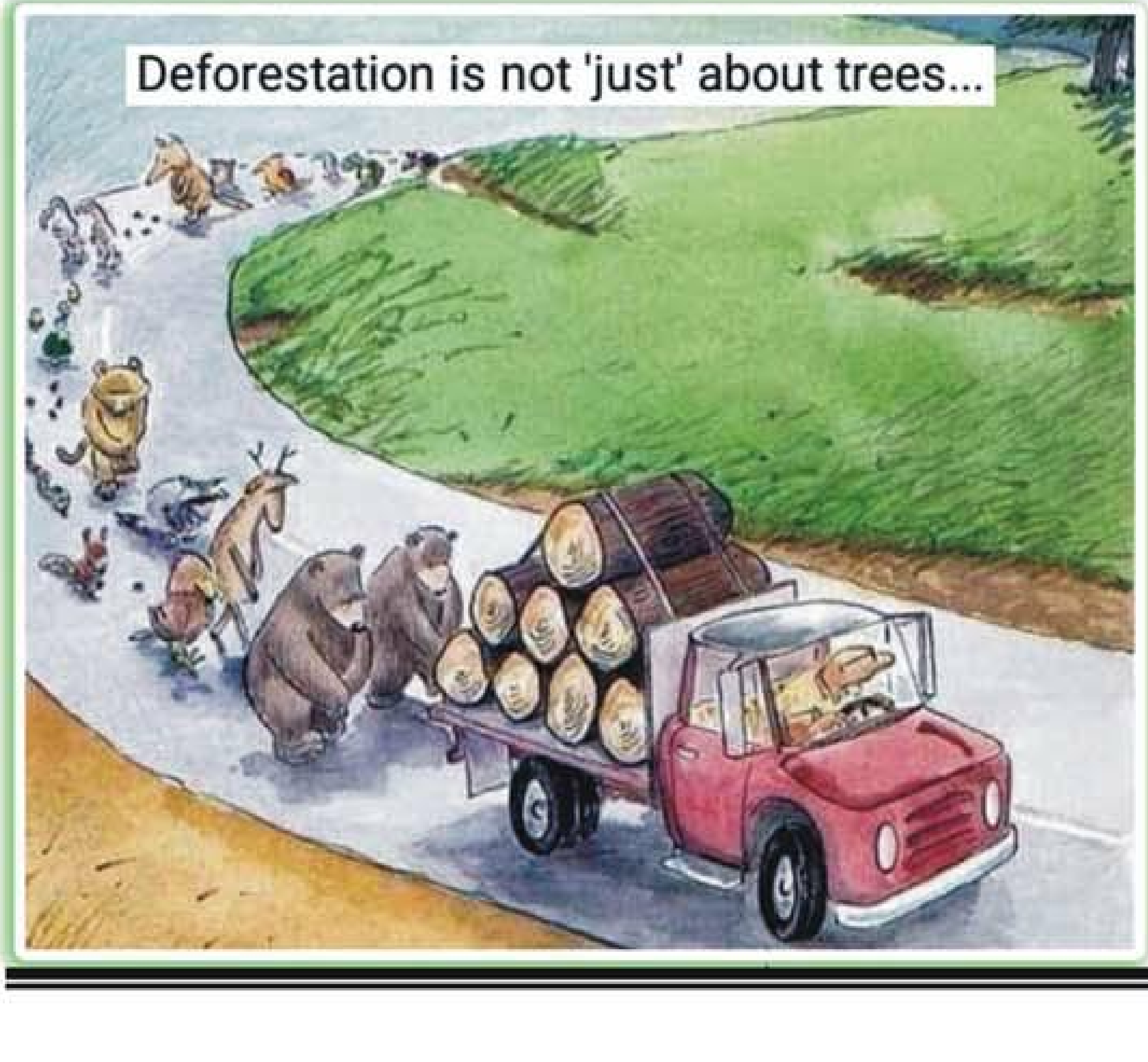

نصیر آباد میں شیلٹر لیس سکولوں کی تعمیر

تحریر: اختر منگی

بلوچستان رقبے کے لحاظ سے ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے جس پر صوبے کی بکھری ہوئی آبادی پھیلی ہوئی ہے کوسوں دور شہر، گاؤں، قصبے آباد ہیں مگر بکھری ہوئی آبادی کو تمام سہولیات فراہم کرنا حکومت کیلئے کسی چیلنج سے کم نہیں جس کے سبب بنیادی سہولیات کی عدم فراہمی پر ہمیشہ یہاں کی عوام کو کئی مشکلات کا سامنا ہے آج بھی بلوچستان میں اُفتادہ علاقوں کی عوام کسمپرسی کی حالت میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں ایسے کئی علاقے ہیں جہاں پر ملک کا مستقبل تپتی دھوپ اور چلچلاتی گرمی میں درختوں کی چھاوں میں علم کے زیور سے آراستہ ہورہے ہیں یوں تو جو

بھی حکومت آئی عوامی مسائل کے حل کے لئے ہرممکن کوششیں کرتی رہی جن میں صحت، تعلیم، آبنوشی سمیت غرض ہر وہ زندگی کا بنیادی جزو جو انسانی زندگی میں عمل دخل دیتا ہے جن پر زندگی کا انحصار ہو ان سب کی فراہمی کیلئے ہرممکن کوشش کرتی رہی مگر بلوچستان کو کم آبادی کے لحاظ سے وفاقی سطح پر قومی اسمبلی میں کم نمائندگی حاصل ہے بحساب دیگر صوبوں کے، اسی لئے یہاں کی عوام کے مسائل کا مکمل انحصار زیادہ تر صوبائی حکومت پر ہوتا ہے وسائل کم مسائل زیادہ ہونے کے باوجود اس قوم کی ہمت اور حوصلے کی داد دینی پڑے گی جو اپنے ملک کے اصولوں سے پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں آج جہاں دیگر ترقی یافتہ ممالک سے پاکستان کی مماثلت کی جائے تو ہماری عوام کو سہولیات کے فقدان کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس کیلئے ہنگامی بنیادوں پر سہولیات کی فراہمی اس موجودہ دور میں ناگزیر بن چکی ہے بلوچستان کی عوام کو درپیش مسائل مشکلات کے حل اور انہیں زندگی کی بنیادی سہولیات کی فراہمی کیلئے موجودہ وزیراعلیٰ جام کمال خان کی حکومت اپنے تمام دستیاب وسائل کو بروئے کار لارہی ہے حالات اور عوامی مسائل سے صوبائی حکومت بخوبی آگاہ ہے عوام کے بنیادی مسائل میں کمی کیلئے صوبائی حکومت مصروف عمل ہے صوبائی حکومت نے تعلیم اور صحت سمیت دیگر عوامی بنیادی مسائل کیلئے ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کو عملی جامعہ پہنانے کیلئے کوشاں ہے خصوصاً تعلیمی اداروں کی بہتری کے لئے اپنی تمام تر توجہ کر کے ٹھوس اقدامات کئے ہیں تاکہ صوبے میں بہتر انداز میں تعلیمی نظام رائج کیا جاسکے اور ایک

پڑھا لکھا معاشرہ ترتیب دیا جاسکے اس وقت شیلٹرلیس سکول پروگرام کو متعارف کروایا گیا ہے اور بلوچستان کے وسیع وعریض رقبے پر محیط آبادی میں بچوں کیلئے صوبے بھر میں شیلٹرلیس سکول پروگرام سے نا صرف بچوں کے مسائل حل ہونگے بلکہ تعلیم کے حصول میں آنے والے درپیش مسائل سے بھی انہیں نجات حاصل ہوگی جب تک بچوں کیلئے چھت فراہم نہیں ہوتی تب تک وہ احسن طریقے سے علم حاصل نہیں کرسکتے کیونکہ بلوچستان کے سخت موسمی حالات میں بچوں کو مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وزیراعلیٰ جام کمال خان کے شیلٹرلیس سکولوں کے پروگرام کو عملی جامع پہنانے کیلئے ضلع نصیر آباد میں صوبائی مشیر تعلیم حاجی محمد خان لہڑی اور صوبائی پارلیمان سکریٹری بی ڈی اے میر سکندر خان عمرانی نے شیلٹرلیس سکولوں کے کام کو موثر انداز میں جاری وساری کردیا ہے۔ ایگزیکٹو انجینئر بلڈنگز نصیر آباد ارسلا خان رند کے مطابق وزیراعلیٰ بلوچستان شیلٹرلیس سکول پروگرام کے تحت ضلع نصیر آباد میں سولہ سکول زیر تعمیر ہیں سال 2018-19 شیلٹرلیس سکول کیلئے 14 کروڑ 25 لاکھ سے زائد رقم منظور ہوئی ہے جس کیلئے 10 کروڑ سے زائد فنڈز فراہم کئے گئے ہیں 70 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے بقایا فنڈز کی فراہمی کے بعد کام کی نوعیت کے مطابق مکمل ہوتا جائے گا اس حوالے سے فی سکول پر 90 لاکھ روپے لاگت آرہی ہے اس خطیر رقم سے بہتر انداز میں شیلٹرلیس سکولوں کا معیار

کے مطابق کام جاری ہے نصیر آباد میں تمام شیلٹرلیس سکولوں کے کام آخری مراحل میں ہیں چھتوں تک کام ہوچکا ہے کام عنقریب مکمل کرلیا جائے گا تمام سکولوں کی چاردیواریاں مکمل کرلی گئی ہیں موجودہ حکومت نے تعلیمی نظام سے وابسطہ بچوں کے لئے سکولوں میں بیت الخلاء اور پینے کے صاف پانی کی فراہمی کیلئے بڑی ٹنکس کی تعمیر کا کام بھی جاری ہیں کیونکہ بیت الخلاء کم ہونے کی وجہ سے طالب علموں کو انتہائی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا تھا بعض سکولوں میں یہ سہولت نہ ہونے کے برابر تھی مجبوراً بچوں کو ضروری حاجت کیلئے اپنے گھروں کا رخ کرنا پڑتا تھا جس سے ان کی پڑھائی بری طرح متاثر ہونے کے ساتھ ساتھ ان کا قیمتی وقت بھی ضائع ہوتا تھا ایسے چھوٹے چھوٹے مسائل ہیں جو کم نظر آتے ہیں مگر اس سے تعلیم کے حصول میں دشواری کے نقصانات زیادہ ہوتے ہیں جس کا حل ہونا انتہائی ضروری تھا پینے کے پانی کیلئے 6 کروڑ 3 8 لاکھ روپے سے زائد فنڈز منظور کیا گیا 51 اسکیمات دی گئیں جس کا نصف کام مکمل کیا گیا ہے اور عنقریب باقی ماندہ کام بھی مکمل ہو جائیگا جس سے طلباء کے مسائل حل ہوجائیں گے ضلع نصیر آباد کے موجودہ ارکین صوبائی اسمبلی صوبائی مشیر تعلیم حاجی محمد خان لہڑی اور وصوبائی پارلیمان سکریٹری بی ڈی اے میر سکندر خان عمرانی کی تعلیم دوست پالیسیوں کے مطابق ضلع نصیر آبا دمیں کئی سکولوں کو اپ گریڈ کیا جارہا ہے پرائمری کو مڈل میں تبدیل کرنے سے نہ صرف علاقے میں تعلیم عام ہورہی ہے بلکہ طلباء

وطالبات کے بنیادی مسائل کا بھی تدارک ہورہا ہے مختلف دیہاتوں میں نئی بلڈنگز کی کروڑوں روپے کی اسکیمات سے جاری کام 90 فیصد مکمل ہو چکا ہے ضلع نصیر آباد میں پانچ کروڑ روپے کی لاگت سے ایک نئے رورل ہیلتھ سینٹر کا قیام بھی عنقریب ہوگا علاوہ ازیں صوبائی حکومت ڈویژنل اور ضلعی انتظامیہ کے ساتھ ملکر عوام کی خدمت میں پیش پیش ہے ضلع نصیر آباد میں آئی ٹی انسٹیٹیوٹ کے قیام میں بے شمار درپیش مسائل کا سامنا تھا کئی برسوں کے بعد آئی ٹی انسٹیٹیوٹ کے لئے کمشنر نصیر آباد ڈویژن جاوید اختر محمود اور ڈپٹی کمشنر نصیر آباد ظفر علی ایم شہی کی کوششوں سے اراضی فراہم کی گئی اور تعمیراتی کام بھی تیزی سے جارہی ہے کام کی نگرانی کمشنر نصیر آباد اور ڈپٹی کمشنر بکرر ہے ہیں اور کئی مرتبہ کام کی نوعیت کو پرکھنے کیلئے جائزہ لیا آئی ٹی انسٹیٹیوٹ کی تکمیل سے نہ صرف سرکاری ملازمین بلکہ دیگر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے مرد، خواتین بھی مستفید ہونگی۔ حکومت کی عوام دوست پالیسیوں کے سبب ڈیرہ مراد جمالی میں کئی اہم منصوبے زیر غور ہیں عنقریب یہ تعمیراتی اسکیمات شروع ہونگی واضع رہے کہ دارالامان بھی ڈیرہ مراد جمالی کی عوام کا ایک دیرینہ مطالبہ تھا جس کا کام بھی بہت جلد شروع ہوگا جس پر چار کروڑ روپے کی لاگت آئے گی دارالامان کے لئے نصیر آباد ضلعی انتظامیہ کی جانب سے اراضی فراہم کی جائے گی نیز ضرورت اس امر کی ہے تعمیر ہونے والے منصوبے دیرتب ہونگے جب عوام کام کی نگرانی کرے گی اس وقت نصیر آباد میں محکمہ بی اینڈ آر بلڈنگز کی جانب سے مختلف تعمیراتی کام ہورہے ہیں۔ حکومت کی بھرپور کوشش ہے کہ عوام کیلئے تعمیرات کے شعبے کے ذریعے ان کی زندگی میں بہتری لائی جاسکے جس کے لیے عوامی مفاد عامہ پر خصوصی توجہ دی جارہی ہے تعمیر ہونے والی نئی بلڈنگز سے تعمیر وترقی اور اور خوشحالی کا نیا دور سامنے آئے گا اور بنیادی مسائل حل ہوجائیں عوام کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ حکومتی ترقی کے عمل میں ساتھ دیکر باشعور پاکستانی ہونے کا ثبوت دیں کیونکہ ترقیاتی کاموں کی دیکھ بھال اور ان کی حفاظت کرنے سے وہ مزید مستحکم اور دیرپا ثابت ہونگے۔

چیف ایڈیٹر وپبلشر محمد اسحاق نے سعید پرنٹنگ پریس مشن روڈ کوئٹہ سے چھپواکر دفتر ہفت روزہ مسائل کوئٹہ آرٹ سکول روڈ کوئٹہ سے شائع کیا۔ فون نمبر: 081-2822725

ڈپٹی ایڈیٹر: غضنفر محمد کھیتران
چیف رپورٹر: نثار محمد کھیتران

آپ بھی لکھ سکتے ہیں

سیاسی، سماجی، معاشی موضوعات کے متعلق اپنی مختصر مگر جامع تحریریں صاف ستھرے انداز میں ہمیں بھیجیں ہم انہیں اپنے اخبارات کی زینت بنائیں گے۔
رابطہ نمبر: 03327865920
واٹس ایپ: 03136823946
Email: masaelqta@gmail.com
(ادارے کا کالم نگاروں / مضمون نگاروں کی ذاتی رائے اور ان کے مندرجات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ ادارہ)

مسئلہ کشمیر اور ہماری ذمہ داریاں

مسئلہ کشمیر پر عمران خان کا ایک مثبت خطاب تھا، جس میں انہوں نے کشمیر کے حوالے سے تمام تر صورتحال کو اقوام عالم کے سامنے رکھا اور ساتھ ساتھ کشمیر کے سلسلے میں اپنے مضبوط موقف کو بھی اجاگر کیا، لیکن کشمیریوں کے جان ومال اور آبرو کے تحفظ کے لیے اب عملی اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے، تقریباً ایک ماہ سے اپنے گھروں میں محصور کشمیریوں کے لیے اب بیانات، دعوؤں اور تقریروں سے آگے بڑھا جائے اور کشمیریوں کی ہرممکن مدد کی جائے، عمران خان کا کشمیر پر عزم درست اور اس حوالے سے ان کی کاوشیں لائق تحسین، جو کہ خراج تحسین پیش کرنے کے قابل ہے، کشمیر کے حوالے سے حکومتی سطح پر پریس کانفرنس، بیانات اور عالمی شخصیات کو ٹیلی فون کی اپنی جگہ اہمیت ہے مگر کشمیریوں کی مدد کے لیے ہم کچھ عملاً بھی کریں، 30 دن سے اپنے گھروں میں مقید افراد کو پانی مل رہا ہے نہ خوراک، کشمیریوں کی زندگی اجیرن ہوئی پڑی ہے، بھارتی مظالم انتہاء کو پہنچے ہوئے ہیں، کشمیر کی خودمختار حیثیت ختم کرنے کے بعد اب تو بھارت کی جرات اتنی بڑھ گئی ہے کہ اب وہ کہنے لگا ہے کہ بھارت میں جتنی بھی مساجد ہیں، اُن کو مسمار کرکے اُن کی جگہ مندر بنائے گا، دنیا میں دو ارب کے قریب مسلمان آباد ہیں اور 8 بڑے سمندروں پر مسلمانوں کا قبضہ ہے، دنیا کے وسائل کا بڑا حصہ بھی مسلمانوں کے پاس ہے، لیکن اس کے باوجود آج مسلمان ہی وہ بدقسمت قوم ہے، جو ہر طرف ظلم وبربریت کا شکار ہے، اس کی اصل وجہ مسلمانوں کی اسلام سے دوری اور باہمی انتشار ہے، موجودہ حالات نے ثابت کیا ہے کہ نریندر مودی اور ڈونلڈ ٹرمپ نے باقاعدہ منصوبہ بندی سے ہمارے وزیراعظم کو کشمیر پر ٹریپ کیا ہے اور وزیراعظم اُن کے دھوکے میں آگئے ہیں، ٹرمپ کو کشمیر پر ثالثی کا موقع دینا اپنی گردن کاٹنے کے لیے اُس کے ہاتھ میں چھری پکڑانے والی بات ہے، اللہ کرے کہ ایسا ہو کہ امریکی فوج جلد از جلد افغانستان سے نکل جائے لیکن ڈونلڈ ٹرمپ کی کشمیر ثالثی کے اعلان پر خوشیاں منانے والے حکمران تاریخ سے سبق سیکھیں، امریکہ نے ایک بار نہیں، بار بار پاکستان کو دھوکا دیا ہے، پاکستان کی بقاء اور سالمیت کشمیر کی آزادی سے وابستہ ہے، اگر پاکستان کو بنجر اور صحرا بننے سے بچانا ہے تو کشمیر کو آزاد کرانا ہوگا، اسلام آباد میں بیٹھے حکمرانوں کو کشمیر کی آزادی کے لیے اپنے کشمیری بھائیوں کا ساتھ دینا ہوگا، کشمیر کی آزادی کے لیے یہ جنگ ہزار سال بھی لڑنا پڑی تو پیچھے نہیں ہٹنا ہوگا، وہ دن بہت جلد آنے والا ہے کہ کشمیر میں پاکستان کا جھنڈا لہرانے والا ہے، کشمیری 72 سال سے آزادی کے لیے جدوجہد کررہے ہیں، پوری کشمیری قیادت اور ہزاروں نوجوان جیلوں میں بند ہیں، ہسپتالوں میں لاشوں کے ڈھیر اور زخمیوں کی چیخ وپکار ہے، کشمیری پاکستان اور پاکستانی حکمران امریکہ کی طرف دیکھ رہے ہیں، وزیراعظم دنیا کو بتاتے ہیں کہ کشمیر میں قتل عام ہونے والا ہے، کیا وزیراعظم کسی اور قتل عام کے انتظار میں ہیں؟ حکومت کا فرض تھا کہ بروقت اور درست فیصلے کرتی، مگر اس سلسلے میں بھی تساہل اور غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کررہی ہے، بھارت کے مکمل بائیکاٹ میں ہی کشمیر کی آزادی ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ مودی کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے بری طرح رنگے ہوئے ہیں اور کچھ مسلم حکمران مودی کو اپنے گھر بلوا کر اعلیٰ ترین ایوارڈ دے رہے ہیں، یہ مسلم اُمہ اور کشمیریوں کے ساتھ بے وفائی ہے، جس پر پورے عالم اسلام کے سر شرم سے جھک گئے ہیں، کشمیر میں ہماری مائیں، بہنیں، بیٹیاں ہمیں پکار رہی ہیں، مگر کوئی محمد بن قاسم اور صلاح الدین ایوبی اُن کی پکار سننے والا نہیں، اب وقت ہے کہ جرات کا مظاہرہ کریں، احمد شاہ ابدالی اور محمود غزنوی کی طرح کشمیریوں خواتین کی حفاظت کریں، بھارتی عزائم بہت خطرناک، ہمیں اس کا بھی سدباب کرنا ہوگا، اگر اس نازک موقع پر بھی ہمارے حکمرانوں نے کشمیری بھائیوں کی کوئی عملی مدد نہ کی، اگر اس کٹھن لمحے میں بھی حکومت کشمیریوں کے لیے آگے نہ بڑھی تو سقوط غرناطہ اور سقوط ڈھاکہ سے بڑا سانحہ ہوگا۔

At Muzaffarabad rally, PM Imran calls out 'coward' Modi for oppressing occupied Kashmir residents

Prime Minister Imran Khan on Friday held a rally in Muzaffarabad to show solidarity with residents of occupied Kashmir, who have been under a lockdown for more than 40 days after India moved to annex the territory.

The premier began his address to the mammoth gathering by thanking them for giving him a splendid welcome.

"The reason for me becoming an ambassador of Kashmiri people is that I am a Pakistani, a Muslim and a human," he said.

"Kashmir issue today is a humanitarian problem."

Addressing Indian Prime Minister Narendra Modi, he said: "Only a coward man can commit such cruelty against human beings; today 900,000 Indian soldiers are committing atrocities against the people of occupied Kashmir.

"A brave man can never do this. No matter how much injustice you commit, you will never succeed.

"Because the people of Kashmir, be it women, children or the elderly, are not scared of death anymore.

"We all should know that Modi has been a member of the RSS since he was a child. It is a Hindu extremist group and they hate Muslims, Christians and all minorities.

"They believe in Hindu supremacy and they hate Muslims because they ruled over India for [hundreds of] years.

"They are walking the same path as Hitler's Nazi party, which committed atrocities against minority groups.

"Since RSS was formed, they have wanted an ethnic cleansing of Muslims, i.e., to rid India of Muslims and this is all in accordance with their plan.

"Today Kashmir has been internationalised. United Nations Security Council held a meeting on Kashmir issue for the first time in 50 years.

"The European Union, for the first time, said that the Kashmir issue should be resolved as per UN resolutions. OIC (Organisation of Islamic Cooperation) also said that India should lift curfew in Kashmir.

بجلی کا بحران کیوں؟

تحریر: چاندنی کاکڑ

دنیا گلوبل ویلیج بننے کے بعد توانائی کی ضروریات مزید اہمیت اختیار کرگئی ہیں جس ملک کے پاس توانائی کے ذرائع موجود ہیں وہاں تیز رفتار ترقی کے امکانات بھی زیادہ ہیں اور جس ملک میں توانائی کی ذرائع محدود ہیں وہاں ترقی کا پہیہ بھی تیز رفتاری سے نہیں چل سکتی بدقسمتی سے پاکستان کا شمار بھی ان ممالک میں ہوتا ہے جسے اپنی توانائی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے دوسرے ملکوں کی طرف دیکھنا پڑتا ہے انرجی بحران میں ہی کی وجہ سے ملک بھر میں لوڈشیڈنگ کا سلسلہ جاری ہے حالانکہ اللہ پاک نے اس ارض پاک کو ہر قسم کی نعمتوں نے نوازا ہے یہاں گیس اور تیل کے وسیع ذخائر موجود ہے جنہیں بروئے کار لانے کی ضرورت ہے یہاں دنیا کی بہترین کوائٹی کے کوئلے کے بڑے پیمانے پر ذخائر ہیں ملک کوئلے کو سستی توانائی کے حصول کے لیے استعمال میں نہیں لایا جارہا یہی وجہ ہیکہ یہاں توانائی کا بحران شدت اختیار کرگیا ہے

پاکستان میں بجلی دو عمودی طور پر پبلک سیکٹر سے فراہم ہوتا ہے (واٹر اینڈ پاور ڈویلپمنٹ اتھارٹی) سے پورے پاکستان کو بجلی فراہم کی جاتی ہے اور کراچی شہر کو (کراچی الیکٹریک سپلائی کارپوریشن کے تحت بھی بجلی فراہم ہوتی ہیں برسوں سے صوبے میں بجلی کی طلب میں اضافے کی وجہ سے صوبے کے عوام کو پوری بجلی نہ ملنے کی وجہ سے کئی مسائل درپیش ہیں کئی حکومتیں آئی اور گئی لیکن بجلی کی طلب سے متعلق مسائل حل نہ ہوسکے اور آج تک لوڈشیڈنگ کرکے بجلی کی کمی کے مسائل سے نمٹنے کی کوشش کی جارہی ہیں بلوچستان بجلی کے بڑے پیمانے پر قلت کا شکار ہے موجودہ وقت میں پاکستان میں بجلی کی پیداوار میں 50 فیصد تک کمی واقع ہوئی ہے ملک توانائی کی شدید کمی کا شکار ہیں نہ بجلی کے آنے کے کوئی اوقات ہیں نہ ہی جانے کے۔ ایک چکر میں پوری قوم پھنسی ہوئی ہے بلوچستان میں قدرتی وسائل سے مالا مال ہے لیکن بدقسمتی سے یہاں گیس اور بجلی کی شدید کمی ہے۔ ہمارے ہاں بجلی کی تیاری کے لیے سستے ذرائع اپنانے کے بجائے آج بھی گیس پٹرول اور قدرتی آئل سے مہنگی بجلی تیار کی جارہی ہیں حالانکہ ملک میں کوئلے کے وسیع ذخائر بھی موجود ہے مگر اس کے باوجود کوئلے کے سستے ذرائع سے بجلی نہیں بنائی جارہی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئلے کے ذریعے سے بجلی بنا کر توانائی کے بحران پر قابو پایا جائے کیونکہ صوبے میں انرجی پر بہت بحران کا سامنا ہیں ماضی میں واپڈا کو تقسیم کرکے بجلی کی فراہمی کی ذمہ داری تقسیم کار کمپنیوں کے حوالے کی جس کے تحت کوئٹہ کو کیسکو، لاہور کو لیسکو، اور فیصل آباد کو فیسکو کے ذریعے بجلی فراہم کی جارہی ہیں مگر کیونکہ ہمارے ہاں پٹرول، گیس اور فریش آئل سے بھی بنتی ہے اس لیے اسکی تیاری میں بہت زیادہ خرچ آتا ہے اور جب عوام کو یہ بجلی ملتی ہے تو اسکی قیمت بہت زیادہ ہوچکی ہوتی ہے۔ یہاں بجلی کے بدترین بحران ہی کی وجہ سے طویل لوڈشیڈنگ ہورہی ہیں صوبے کے بعض علاقے ایسے بھی ہے جنہیں 24 گھنٹوں میں محض چند گھنٹے بجلی فراہم کی جاتی ہے ان علاقوں میں مسلم باغ، کان مہترزئی، ژوب، قلعہ سیف اللہ، شیرانی اور اندرون صوبے کے علاقے ہے موجودہ مہنگائی نے عوام کی کمر توڑدی ہے اور دن بدن بجلی کی نرخوں میں اضافے سے عوام پریشان ہیں بھاری ٹیکسز اور بل کی ادائیگی کے باوجود عوام کو صرف کو کچھ دیر کو ہی بجلی فراہم ہوتی ہیں موجودہ حکومت کی جانب سے اس مسئلے کو نظر انداز کیا جارہا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ موجودہ صوبائی حکومت اس سنگین مسئلے کو زیر بحث لائے بجلی کے منصوبے لگائے جائے اور صوبے میں بجلی کو کوئلے سے پیداوار کو دگنی کی جائے اور صوبے کے ان مخصوص علاقوں کو بھی بجلی کی فراہمی یقینی بنائی جائیں۔

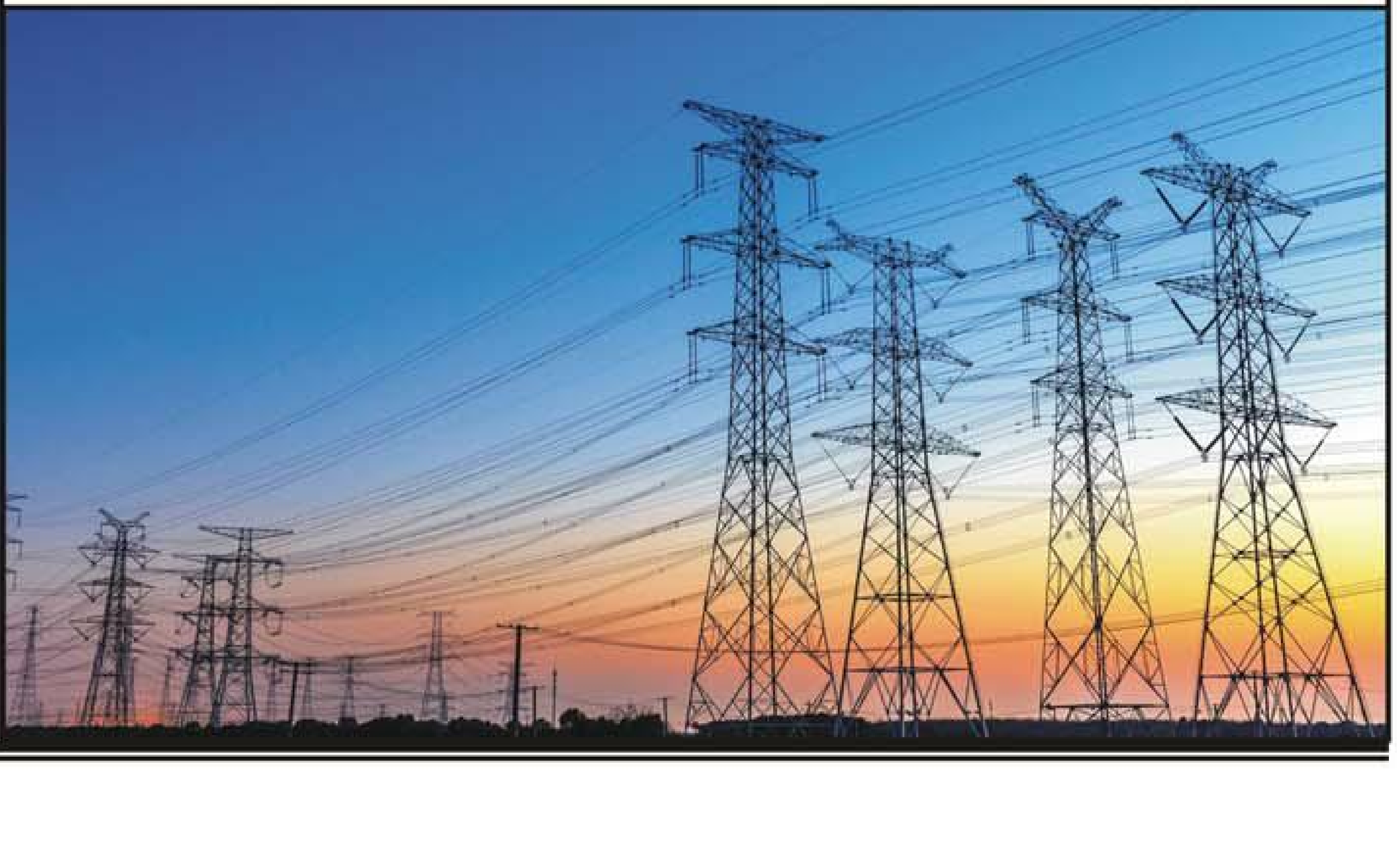

کوئٹہ شہر کے اہم ٹیلی فون نمبرز

پولیس

ریلوے اسٹیشن	9201490
کینٹ پولیس اسٹیشن	9201087
بجلی روڈ پولیس اسٹیشن	9202042
سٹی پولیس اسٹیشن	9201250
گوالمنڈی پولیس اسٹیشن	1217
پشتون آباد پولیس اسٹیشن	2664040
قائد آباد پولیس اسٹیشن	9202218
انڈسٹریل پولیس اسٹیشن	92111050
پولیس لائن	9201435
بگلاک پولیس اسٹیشن	2890234
سریاب پولیس اسٹیشن	9211080
بروری پولیس اسٹیشن	2853610
نیو سریاب پولیس اسٹیشن	2892033
شالکوٹ پولیس اسٹیشن	2460190
ایمرجنسی سینٹر	15
ایمرجنسی سینٹر (A)	9202555
ایمرجنسی سینٹر (B)	9202777
سول لائن پولیس اسٹیشن	9202730
کرائمز برانچ	9201418
صدر پولیس اسٹیشن	9201435
ٹریفک ایمرجنسی	9201991
سٹلائٹ ٹاون پولیس اسٹیشن	9211707
سی آئی اے	9202253
ایئرپورٹ پولیس اسٹیشن	2880387

بجلی

مرکزی شکایات سینٹر	18
کوئٹہ سٹی ڈویژن	9202027
ریونیو آفس سریاب	9211341
سب ڈویژن کرانی	2442834
بگلاک سب ڈویژن	2890075
گوالمنڈی سب ڈویژن	2869001
لیاقت بازار شکایت آفس	9201459
بروری سب ڈویژن	2828400
زرغون آفس	2823403
سپرنٹنڈنٹ انجینئر کوئٹہ	9202003

پی آئی اے

انکوائری	117
ایکس چینج	9201993/9202632
ریزرویشن	9201066
ایئرپورٹ انکوائری	114
ڈی ٹیچ	9203873
ایئرپورٹ ایکسچینج	2880213/6
ٹریفک	2880028

ہسپتال

ایدھی سینٹر	2830861/115
عمر فاؤنڈیشن	2837296
سول ہسپتال ایمبولینس	9202017
سول ہسپتال ایکس چینج	9202017
کرسچن ہسپتال	2842697
وفاقی میڈیکل سینٹر	9211636
ہیلپر آئی ہسپتال	9211087
ریلوے ہسپتال	9211078
لیڈی ڈفرن ہسپتال	2836532
فاطمہ جناح ٹی بی سینٹوریم	2853618
چلڈرن ہسپتال	2823705/11
مائیکو شہید ٹرسٹ	2824875/2828383
پاکستان جنرل ہسپتال	2842043/2842295
جیلانی ہسپتال	2447183
ایل آر بی ٹی	2850362
شعبہ حادثات سول ہسپتال / ایمرجنسی	137
بی ایم سی	2823618/2830553
فوجی فاؤنڈیشن میڈیکل سینٹر	2664461

فائر بریگیڈ

سٹی فائر بریگیڈ	2841118/920264
سرکلر روڈ	9201066/16
کنٹونمنٹ بورڈ	9201629

واسا شکایات

ایکسچینج	9211612
سب آفس مالی باغ	9202299
کواری روڈ	9202846
ایوب اسٹیڈیم	9202708

ٹیلی فون

ہیلپ لائن	1236
شکایات	1218
بلنگ ہیلپ لائن	1200

دیگر اہم نمبرز

پی ٹی وی سینٹر	9202626
ریڈیو پاکستان	9202393
کوئٹہ پریس کلب	2821731
بلوچستان بورڈ	9202791

Weekly MASAEL Quetta (4) ہفت روزہ مسائل کوئٹہ 8 ستمبر تا 14 ستمبر 2019ء

جنرل قمر جاوید باجوہ کا ہیڈ کوارٹرز سدرن کمانڈ کوئٹہ کا دورہ

خوشحال بلوچستان کے تحت جاری منصوبوں پر پیش رفت سے آگاہ کیا گیا، آرمی چیف نے وزیر اعلیٰ بلوچستان کے ہمراہ نوتعمیر شدہ نسٹ یونیورسٹی کیمپس کوئٹہ کا افتتاح، آئی ایس پی آر

آرمی چیف نے جنوری 2017 میں اس کیمپس کی تعمیر کا اعلان کیا تھا، نسٹ کا نوتعمیر شدہ کیمپس دو سال 8 ماہ میں مکمل ہوا، بلوچستان کے مختلف تعلیمی اداروں کے طلبا سے خطاب کیا

آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ نے ہیڈ کوارٹرز سدرن کمانڈ کوئٹہ کا دورہ کیا جہاں انہیں خوشحال بلوچستان کے تحت جاری منصوبوں پر پیش رفت سے آگاہ کیا گیا۔ جمعہ کو پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ (آئی ایس پی آر) کی جانب سے جاری بیان کے مطابق آرمی چیف نے پاک فوج، قانون نافذ کرنے والے اداروں کی امن و امان کے قیام کی کوششوں کو سراہا۔ آئی ایس پی آر نے بتایا کہ آرمی چیف نے وزیر اعلیٰ بلوچستان کے ہمراہ نوتعمیر شدہ نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (نسٹ) کیمپس

کوئٹہ، آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ وزیر اعلیٰ کے ہمراہ نوتعمیر شدہ نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (نسٹ) کیمپس کوئٹہ کا افتتاح کر رہے ہیں

کوئٹہ کا افتتاح کیا۔ آرمی چیف نے کہا کہ پاکستان پائیدار امن و استحکام کی طرف تیزی سے گامزن ہے، پاکستانی نوجوان قومی جذبے کے ساتھ درست سمت میں سفر جاری رکھیں۔ ترجمان پاک فوج کے مطابق آرمی چیف نے جنوری 2017 میں اس کیمپس کی تعمیر کا اعلان کیا تھا، نسٹ کا نوتعمیر شدہ کیمپس دو سال 8 ماہ میں مکمل ہوا۔ اس موقع پر آرمی چیف نے بلوچستان کے مختلف تعلیمی اداروں کے طلبا سے خطاب کیا، آرمی چیف نے بلوچستان کے ہونہار نوجوانوں کو سراہا اور کہا کہ طلبہ مختلف شعبوں میں مواقعوں کیلئے خود کو تیار کریں۔ آرمی چیف نے کہا کہ پاکستان پائیدار امن و استحکام کی طرف تیزی سے گامزن ہے، پاکستانی نوجوان قومی جذبے کے ساتھ درست سمت میں سفر جاری رکھیں۔ آئی ایس پی آر کے مطابق پہلے مرحلے میں کیمپس میں 550 طلبہ انجینئرنگ اور کمپیوٹر سائنسز میں تعلیم حاصل کرسکیں گے۔

کوئٹہ، آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ ہیڈ کوارٹرز سدرن کمانڈ کوئٹہ میں خطاب کر رہے ہیں

ڈیموں کی تعمیر سے پہلے کوچ نہ کرنا پڑے

تحریر: دین محمد کاکڑ

کسی نے صحیح کہا ہے کہ مشکلات میں انسان زندہ رہ سکتا ہے مگر پانی کے بغیر نہیں۔ زمین کا تین چوتھائی حصہ پانی جبکہ ایک حصہ خشکی پر مشتمل ہے۔ ماضی میں دنیا نے زمین اوپر جنگیں ہوئی ہیں اور آج پانی کے ذخائر پر لڑائیاں ہو رہی ہیں جبکہ مستقبل اس میں شدت آسکتی ہے جس کے نتائج زیادہ سنگین ہوسکتیں ہیں۔ قیام پاکستان کے وقت فی کس روزانہ 5000 کیوبک میٹر سے زیادہ پانی موجود تھا۔ اور آج 2019ء میں فی کس روزانہ 1000 کیوبک میٹر سے بھی کم میسر ہے۔ دنیا بھر میں ماحولیاتی تبدیلیوں اور آبادی میں تیزی سے اضافے کی وجہ سے قلت آب کا مسئلہ ہر گزرتے دن کے ساتھ سنگین ہوتا جا رہا ہے۔

ماہرین کے مطابق پاکستان ان ممالک میں شامل ہے۔ جو مستقبل میں پانی کی قلت سے شدید متاثر ہوگا۔ قلت اب کے حوالے سے پاکستان دنیا بھر میں ساتویں خطرناک ترین ملک بن چکا ہے۔ اس کا مطلب پاکستان میں 2025ء تک پانی کی صورتحال مزید گمبھیر اور ابتر ہوگی۔ پانی کی عدم دستیابی سے جہاں لوگوں کو پینے کے پانی کی دستیابی مشکل ہوگی مستقبل میں ہمارا ملک زرعی شعبہ میں سب سے زیادہ متاثر ہوسکتا ہے۔ اسی بنا پر ملک میں خوراک کی کمی اور غذائی قلت کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔ بلوچستان اپنے منفرد آب وہوا اور جغرافیائی خدوخال کی وجہ سے انتہائی اہمیت کا حامل خطہ تصور کیا جاتا ہے۔ صوبے میں نہروں کی کمی کی وجہ سے لوگوں کو پینے اور کاشتکاری کے لیے بارش کے پانی پر انحصار کرنا پڑ رہا ہے۔ اج سے پچاس سال پہلے صوبے میں کاریزات عام تھیں بے شمار چشمے تھے جن سے بعض سے دو تین کیوسک پانی بہتا تھا۔ لوگ یہی زرائع پینے اور زرعی مقاصد کے لیے پانی حاصل کرتے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ موسمی حالات کی تبدیلی، بارشوں کی کمی اور زیر زمین پانی کے بیدریغ استعمال سے زیر زمین پانی کی سطح گرنے لگی برسوں سے جاری کاریزات اور چشمے خشک ہوتی گئیں۔ لوگوں نے اپنی ضروریات پورا کرنے کے لیے ابتدا میں کنوئیں کھدوائے لیکن جب سطح آب مزید نیچے گری تو ٹیوب ویل لگائے اور زیر زمین پانی کو نکال کر استعمال کرنے لگے جس سے زیر زمین پانی کی سطح خطرناک حدوں تک گر گئی ہے۔ 1960ء میں زیر زمین سطح آب 60 فٹ پر تھی لیکن آج ایک ہزار سے 12 ہزار فٹ تک چلی گئی ہے۔ جس کے اثرات سے باغات خشک ہوتے گئے اور درخت کاٹے جا رہے ہیں۔ ہمارے صوبے میں اب مون سون اور دیگر موسموں میں بارشیں کافی کم ہوئی ہیں۔ لیکن جب بھی بارش ہوتی ہے پانی سیلابی صورتحال اختیار کرکے سمندر برد ہوجاتا ہے۔ جس سے اس قدرتی نعمت سے بھی محروم ہو رہے ہیں۔ صوبائی دارالحکومت ہونے کے باوجود آج کوئٹہ کو قلت آب کے مسائل کا سامنا ہے۔ آئے روز پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے احتجاج کیے جاتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق کوئٹہ میں ٹیوب ویلوں کے ذریعے زیر زمین 90 فیصد سے زائد پانی نکالا جا چکا ہے۔ یعنی دوتہوں سے پانی ختم اور اب صرف تیسری تہہ میں پانی باقی رہ گیا ہے۔ موجودہ پیائش اور اندازوں کے مطابق کوئٹہ میں زیر زمین پانی کی سطح آٹھ سے بارہ سو فٹ تک نیچے گر گئی ہے۔ ماہرین ارضیات کی ایک رپورٹ کے مطابق پانی کی عدم دستیابی اور ذخیرہ کی نہ کرنے سے آیندہ سات سے دس سالوں میں کوئٹہ کے 24 لاکھ باسی شدید مشکلات سے دوچار ہوسکتے ذرائع ہیں۔ موجودہ حالات میں شہر میں پانی کی طلب 32 ہزار گیلن یومیہ ہے جبکہ بمشکل 10 ہزار گیلن پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔ جبکہ باقی 22 ہزار گیلن پرائیویٹ ٹینکرز اور دیگر ذریعوں سے پوری ہو رہی ہے اگر پانی کے لیے متبادل انتظام تلاش نہیں کیئے گئے تو کوئٹہ شہر 2030 تک رہنے کے قابل نہیں ہوگا۔ شہر میں ٹیوب ویلوں کی تنصیب پر پابندی کے باوجود آج بھی 400 کے قریب غیر قانونی اور پرائیوٹ طور پر ٹیوب ویل چلا رہے ہیں۔ صوبے میں پانی کی قلت پر قابو پانے اور زیر زمین پانی کی سطح بلند کرنے کے لیے صوبائی اور وفاقی حکومتیں ہر ممکن اقدامات اٹھا رہی ہیں۔ اس سلسلے میں صوبے کے مختلف اضلاع میں چیک ڈیموں کی تعمیر اور پانی کے ذخیرہ کو محفوظ بنانے کے لیے مختلف منصوبوں پر کام کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ وفاق حکومت کی معاونت، وزات پانی وبجلی کے تعاون سے صوبائی محکمہ آبپاشی کی نگرانی میں صوبے میں 100 چھوٹے ڈیموں کی تعمیر کے پہلے مرحلے میں اب تک 20 ڈیموں کی تعمیر کا کام مکمل ہوچکا ہے۔ جن پر 2467 ملین روپے لاگت آئی ہے۔ دوسرے مرحلے میں مزید 26 ڈیموں کی تعمیر آخری مرحلے میں ہیں۔ جبکہ تیسرے مرحلے میں باقی ڈیم کو پانچ سال کی مدت میں تعمیر کیے جائیں گے۔ یہ ڈیمز کوئٹہ پشین، قلعہ عبداللہ، بولان، چاغی، قلعہ سیف اللہ، لورالائی، ماشکیل، زیارت، ژوب، آواران، قلات، خضدار، گوادر، کیچ، لسبیلہ، مستونگ میں تعمیر ہونگے۔ ان ڈیموں کی تعمیر پر 14 ارب 46 کروڑ سے زائد رقم خرچ ہوگی جبکہ پہلے مرحلے میں مکمل ہونے والے ڈیموں کی تعمیر سے 80 ہزار آٹھ سو پچاس ایکڑ کمانڈ ایریا سیراب ہونے کے علاوہ مقامی آبادی اور ان کے مال مویشیوں کو پانی ملنے اور روزگار کے ذرائع پیدا ہوں گے۔ جبکہ ان ڈیموں میں ماہی پروری سے سالانہ کروڑوں روپے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

ان ڈیموں میں بارشوں کے پانی کو ذخیرہ کرنے سے زیر زمین سطح اب میں بھی اضافہ ہوگا جبکہ بارشوں کا پانی سمندروں میں ضائع ہونے سے بچا رہے گا جس سے قلت آب کا خاتمہ، زرعی ضروریات کیلئے پانی کی وافر دستیابی، باغات اور کھیتوں کو بوقت ضرورت پانی کی فراہمی، زرعی اراضی میں اضافہ اور غذائی بحران جیسی صورتحال پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ ڈیموں میں ذخیرہ شدہ پانی لوگوں کے لیے روزگار کے مختلف ذرائع پیدا کرنے، خوراک کے حصول اور غربت کے خاتمے کے لیے بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ صوبے میں 80 فیصد آبادی کا انحصار گلہ بانی اور زراعت پر ہے ان ڈیموں کی تعمیر سے زرعی شعبے میں بہتری آنے اور ان شعبوں سے وابستہ افراد کی معاشی آسودگی اور پینے کا پانی کے دستیابی ممکن ہوسکے گی۔ کوئٹہ شہر میں قلت آب پر قابو پانے کیلئے صوبائی حکومت نے فوری طور پر اقدامات اٹھاتے ہوئے ڈیموں کی تعمیر کا آغاز کر دیا ہے اس سلسلے میں ہلک اور منگی ڈیم کی تعمیر سے شہر میں زیر زمین پانی کی سطح آب بلند اور لوگوں کو پانی کی فراہمی کے نظام میں بہتری آئے گی جبکہ باغات کے لئے بے پانی کی فراہمی کا مسئلہ حل ہونے کا پانی کی سطح بلند ہونے سے کاریزات اور چشمے دوبارہ سے بہنا شروع ہوں گی۔ حکومتی ادارے پانی کی قلت کے مسئلہ پر ہر ممکن اقدامات اٹھا رہی ہے لیکن حکومتی اقدامات اس وقت تک بے سود ہیں۔ جب تک عوام کی شمولیت اور تعاون اس میں شامل نہ ہو اس وقت کوئٹہ میں پانی کی فراہمی لوگوں کیلئے ناکافی ہے لہذا استعمال میں احتیاط اور بچت انتہائی ضروری ہے جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ نظام کے ذرائع پینے اور زرعی مقاصد کے لیے اپنائے جائیں تاکہ پانی جیسے قیمتی اشیاء کو بے جا ضائع نہ ہوں اس کے لئے سیرابی نظام کی بجائے زیادہ سے زیادہ قطراتی یا ڈراپ سپارکل اریگیشن نظام متعارف کروائے جائیں تاکہ پانی کی بچت اور زیادہ رقبے پر فصلوں کو پانی کی فراہمی ممکن بنایا جاسکے جس سے پیداوار زیادہ حاصل کرنے کے علاوہ آمدنی میں بھی اضافہ ہوسکتا ہے۔ زرعی ضرورت کے لئے پانی کا استعمال رات کے اوقات میں کیا جائے۔

ایسی فصلیں کاشت کی جائے جو کہ کم پانی میں اچھی پیداوار دے سکیں اس لیے چاول کی فصلوں کے بجائے کپاس کو اہمیت دی جائے انگور اور سیب کے باغات کی بجائے پستہ اور زیتون کے درخت لگائے جائیں تاکہ کم پانی میں درخت تیار ہوسکیں گھریلو استعمال میں پانی کے غیر ضروری اور بے جا استعمال کی حوصلہ شکنی کرنے کے لیے کمیونٹی کی سطح پر شعور کی بیداری ضروری ہے۔ کپڑے اور برتن دھونے کے لئے پانی کے استعمال میں احتیاط برتی جائے اور پودوں اور باغیچوں کو استعمال شدہ پانی سے سیراب کریں گھر کے فرش اور گاڑیوں کے لیے پینے کی بجائے وہ پانی جو کہ پینے کے قابل نہیں صاف ہے استعمال کریں۔ نکاسی آب بھی ہماری کئی ضروریات میں آتا ہے لہذا اس پانی کو فلٹر کرکے اپنی صاف کرنے سے ایسے تعمیراتی اور دیگر مقاصد کے لئے استعمال میں لایا جاسکتا ہے کوئٹہ میں نکاسی کا پانی چار ہزار کیوسک روزانہ ہے اگر اس پانی کو صاف اور فلٹر کرکے اپنی دیگر ضروریات میں استعمال کریں تو ہمارے پانی سے متعلق مسائل کافی حد تک حل ہوسکتے ہیں صوبے میں زیر زمین اور سطح زمین پر دستیاب آبی وسائل اور پانی کے بہترین استعمال سے متعلق وسیع پیمانے پر تحقیق کی ضرورت ہے یہ بات درست ہے کہ صوبے میں پانی کا انحصار بارشوں پر ہے۔ حکومتی اقدامات اور ہماری احساس ذمہ داری سے قدرت کے اس نعمت کو اپنے لئے اور اپنے آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ بنا سکتے ہیں۔